شکست افواج مرہٹہ مرہٹہ فوج نے اپنے سرداروں کو جو نہ دیکھا تو گھبرا گئے ادہر تین سو مست ہاتھی بھاگے پیادوں کو کچلتے چلے گئے یہ لوگ سمجھ گئے تھے کہ گولہ سے ہاتھی اور بھاؤ مارے گئے ٹھیک اسی وقت نجیب الدولہ کے مقابلہ میں بسنواس راؤ مارا گیا۔ عصر کا وقت تھا مرہٹے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوئے مسلمانوں نے مغرب سے اور عشاء کے وقت تک دس اور بیس کوس تک ان کا تعاقب کیا۔ مرہٹوں کی لاشوں سے میدان وصحرا پٹ گئے تمام سردار یکے بعد دیگرے سہلکر اور سندھیا کے سوا سب کام آئے۔ ہزارہا مرہٹہ اپنے حصار میں پناہ کے لئے لوٹے رات بھر بھوک دپیاس میں تڑپا کئے۔ علی الصبح وہ گرفتار کر لئے گئے

سرداران رسیلہ وغیرہ کا ہمدردانہ برتاؤ احمد شاہ ابدالی کی فوج کو مرہٹوں سے کوئی ہمدردی نہ تھی کیونکہ انھوں نے دکن سے لے کر دلی اور پانی پت تک جس قدر قصبات وشہر تھے ہر جگہ اپنی لوٹ کھسوٹ کے جوہر دکھائے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا مرہٹہ فوج بھاگی ہے تو کسی نے اس کی ہمدردی نہیں کی بلکہ انتقام میں ان سے بدسلوکی سے پیش آئے گوجروں تک نے برابر تاؤ ان غریبوں سے روا رکھا نجیب الدولہ کے لئے مشہور ہے کہ بوڑھے مرہٹوں اور عورتوں کے ساتھ اس کا حسن سلوک اچھا رہا۔ شجاع الدولہ کھلم کھلا مرہٹوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا رہا بقول کاشی راے جن چھ سات ہزار مرہٹوں نے اس کے کیمپ میں پناہ لی تھی ان کو درانیوں کی بیرحمی سے محفوظ رکھنے کے لئے نواب نے اپنے آدمیوں کے پہرے لگا دئے تھے ان مرہٹوں کی خورد نوش کا انتظام نواب نے اپنی طرف سے کیا اور بعد ازاں کپڑا اور کچھ خرچ دے کر ان کو رخصت کیا اور علی ابراہیم خاں نے اپنی تاریخ جنگ مرہٹہ وشاہ ابدالی میں لکھا ہے کہ

> "نواب شجاع الدولہ نے دار الخلافۃ (دہلی) میں پہنچنے کے بعد تیس ہزار دکنی مردوں اور عورتوں کو جو درانیوں کے ہاتھوں میں اسیر تھے اور شاہ درانی کی معاودت وطن کے وقت قید سے چھوٹے تھے اپنی حمایت وپناہ میں لے کر اور زاد راہ دے کر اور کچھ فوج ان کے ہمراہ

لہ تاریخ احمد صنہ

کرکے بھوپال نگر میں جو سورج مل جاٹ کے علاقہ میں تھا پہنچوا دیا۔"

مال غنیمت

علی ابراہیم خاں نے لکھا ہے

ابدالی فوج کے قبضہ میں پورا توپ خانہ ہاتھ آیا پانسو ہاتھی، پانچ ہزار گھوڑے، دو لاکھ بیل بہت سا قیمتی جواہر و زر نقد اور بے شمار اسلحہ و ظروف کثیر المقدار اسباب اور ہزارہا خیمے مع سامان آرائش وغیرہ لشکر ابدالی کے ہاتھ آئے ہر افغان سپاہی کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ اس کو سنبھال نہیں سکتا تھا۔"

مرہٹوں کا نقصان جان

فارسی تاریخوں میں بھاؤ کے لشکر کے آدمیوں کی تعداد مبالغے کے ساتھ پانچ لاکھ سے دس لاکھ تک بیان کی گئی ہے اور اسی بنا پر مقتولین کا شمار بھی تین سے آٹھ لاکھ تک لگایا گیا ہے لیکن گرانٹ ڈف کے نزدیک تین لاکھ نفوس بمقام پانی پت لشکر بھاؤ میں موجود تھے منجملہ ان کے جنگجویوں میں سے ½ کے قریب اپنی جان سلامت لے جا سکے اور بھیرو نگاہ کے آدمیوں میں سے بھی چوتھائی سے زیادہ نہیں بچے اس طرح قریباً دو لاکھ مرہٹے اور دکنی میدان پانی پت میں قتل و ہلاک ہوئے شاہ درانی کی تعداد بیس ہزار سے کم نہیں رہی مگر فتح کی خوشی نے اس نقصان پر کسی کو توجہ نہیں کرنے دی۔"

مرہٹہ سردار جو جنگ سے بچ رہے

مرہٹوں کے سربرآوردہ سرداروں میں صرف تین شخص ملہار راؤ ہولکر دتیہل شندیو اور دتاجی گائیکواڑ کی جانیں معرکۂ پانی پت کے زخموں سے شفا پانے سے بچ گئیں۔ انتا، منکیسر اور شمشیر بہادر بھی زخمی ہونے کے باوجود میدان سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مگر جن دیہات کو مرہٹوں نے لوٹا کھسوٹا تھا ان کے دیہاتیوں کو اب ان شکست خوردہ لوگوں سے اپنے سابق نقصان کا بدلہ لینے کا موقعہ ہاتھ لگا تھا چنانچہ جو مرہٹے روہیلوں اور افغانوں کے ہاتھ سے بچ کر نکلے تھے ان میں سے سیکڑوں کو دیہاتیوں، گوجروں، جاٹوں نے راستہ میں قتل کرکے ان کا سامان و اسباب لوٹ لیا سردار انتاجی، منکیسر۔ زمیندار فتح نگر کے آدمیوں کے ہاتھوں مقتول ہوا۔ باجی راؤ پیشوا کا بیٹا شمشیر بہادر

وسخت زخمی تھا معہ تین چار سو آدمیوں کے سورج مل جاٹ کے قلعہ ڈیگ میں پہنچا علی ابراہیم
ں روایت کے بموجب پاربتی زوجہ بھاؤ بھی معہ اپنے چند محرموں کے اسی کے ساتھ تھی ڈیگ
بں زوجہ بھاؤ نے دو تین روز ٹھہر کر اپنے خاوند کی مراسم تعزیت ادا کیں اور بعد ازاں سورج مل
ے معقول بدرقہ و محافظین کے ساتھ اس کو دکن کی طرف رخصت کر دیا شمشیر بہادر ڈیگ
ں زخموں کا علاج کراتا رہا مگر جانبر نہ ہو سکا وہیں پیوند خاک ہوا۔

وسواس راؤ کی بیوہ لکشمی بائی کو راجانو بھٹنڈے نے گوالیار پہنچایا وہاں سے دکن پہنچی
ملہار راؤ ہولکر پانی پت سے کرنال گیا پھر متھرا پہنچا وہاں سے سورج مل کے یہاں مہمان رہا
دماجی گائیکواڑ نے میدان پانی پت سے نکل کر دہلی کا رخ کیا اور وہاں وہ راجہ نارو شنکر
ے ساتھ بڑودہ اور پھر دکن پہنچا۔ دتہیل سید یو کچھ روز بعد ملہار راؤ ہولکر کے ساتھ ہو گیا۔ مادہوجی سندھیا
رنانا فرنویس بھی بمشکل جان بچا لے گئے۔

شجاع الدولہ نے بھاؤ کی لاش اور سر کا ہندو مراسم کے موافق ادل منڈل کرانے
انتظام کرایا۔ بھاؤ کی لاش جہاں ملی تھی وہاں ایک آم کا درخت تھا جو ستر بہتر سال بعد تک باقی
ا گورنمنٹ پنجاب نے ایک یادگاری نشان بنوا دیا۔

دیگر مرہٹہ سرداروں کی لاشیں جلادی گئیں اور افغان مقتولین سپاہیوں کی لاشیں
ڑھے کھود کر بعد پڑھائی نماز جنازہ کے دبا دی گئیں۔ اور افسران کی الگ الگ قبور بنادی گئیں

سپاہی مرہٹوں کا کوئی پرسان حال نہ تھا ان کی لاشیں طعمہ زاغ و زغن ہوتی رہیں
سیوں برس بعد تک مردوں کی ہڈیاں ہل چلانے کے وقت نکلتی رہیں

ہ بھاؤ کا فریب میں آنا

یہاں سپہ سالار بھاؤ کا کریا کرم ہو چکا تھا مگر سر اور تن کے الگ الگ ہونے کی
جہ سے اصلیت پردہ خفا میں تھی ہولکر کی طرف بھاؤ کے لئے افواہ اڑگئی کہ وہ زندہ نکل بھاگا
مال سے یہ خبر دکن جا پہنچی پونا میں اس پر پورا الیقین کر لیا گیا ایک شخص نے بھاؤ کے سسرالی
شتہ داروں کی اس قدر تائید حاصل کر لی کہ اس نے ایک مختصر جمعیت اپنے گرد فراہم کرنے

میں کامیابی حاصل کرلی اور مرکزی حکومت پیشوا کے ارکان کو اس کے خلاف فوجی کارر
کرنی پڑیں۔ اس خانہ جنگی میں سیکڑوں جانوں کا نقصان ہوا اور چونکہ زوجہ بھاؤ کے اس شخ
کے قریب میں آجانے سے اس کے جرم کی نوعیت بہت سنگین ہوگئی تھی اس لئے اس
بہت سخت سزا دی گئی اور ہاتھی کے پاؤں سے بندھوا کر سارے شہر میں اس کی لاش
تشہیر کرائی گئی۔[۵]

مرہٹوں کی بہادری | دوست دشمن دونوں کا اس امر پر اتفاق ہے مرہٹوں نے پانی پت میں کا
تہور وبسالت کا اظہار کیا اور بالخصوص ان کے سپہ سالار بھاؤ نے وہ جوانمردی و شجا
دکھائی جو افغانوں سے بھی خراج تحسین وصول کئے بغیر نہیں رہی۔ "بھاؤ جنگی طریقوں اور تدب
سے خوب واقف تھا یہ اس کا کارنامہ تھا کہ ایک طرف شجاع الدولہ کو صلح کے لئے پیغام
ہے دوسری طرف اپنی فوج کو لے کر حملہ بول دیتا ہے یہ ضرور ہے اس کے صلح کے پیام د
پر شجاع الدولہ ریجھ گئے تھے اور انھوں نے حافظ الملک حافظ رحمت خاں، دوندے خ
احمد خاں بنگش کو صلح کرنے پر آمادہ کر لیا تھا مگر نجیب الدولہ بھاؤ سے زیادہ ہوشیار ثابت ہ
اس نے کسی کی چلنے نہ دی ورنہ رد ہیلے مات کھا جاتے — یہ ضرور ہے بھاؤ سے ایک
غلطی ہوئی وہ ہولکر کی طرح راہ فرار اختیار کر کے دلی کا رخ کرتا تو یہاں دو تین دن بعد
نارو شنکر کی جمعیت اور پانی پت سے لوٹتے ہوئے اور بچے ہوئے مرہٹوں کی خاصی بڑ
فوج تیار ہو سکتی تھی مگر قسمت سے لاچار تھا اس کے ساتھ ہی بسواس راؤ کو اپنے پہلو
مہلک زخم کھا کر گرتے دیکھ کر بھاؤ دل شکستہ و مایوس ہو گیا اور اپنے نوجوان بھتیجے کی مو
اور بڑے بڑے مرہٹہ سرداروں کی عورتوں اور بچوں کی افغانوں کے ہاتھوں گرفتاری کے بع
اسے دکن واپس جانے اور اپنے بھائی پیشوا کو منہ دکھانے کی ہمت باقی نہیں رہی اس لئے
اس نے میدان جنگ میں بہادروں کی موت مرنا زیادہ پسند کیا۔"

---

[۵] پانی پت کا خونی میدان صفحہ ۲۴۳

ں اور روہیلوں کی جانبازیاں | یہ تاریخی حقیقت ہے کہ افغانی اور روہیلہ مرہٹوں کے مقابلہ میں بہت
تھے مگر شاہ درانی اور نجیب الدولہ ایسے جنگی شاطر تھے جس کا جواب نہ تھا تھوڑی سی فوج
عظیم الشان فوج کا خاتمہ کرادیا یہ شاہ ابدالی کا کارنامہ یادگار سے ہے ایک انگریز جرنیل
ا نے جنگ سوم پانی پت کے مشہور تبصرہ میں یہ بہت پتے کی بات کہی ہے کہ شاہ ابدالی
کی چالیں فی الحقیقۃ مرہٹوں کو ان کے مضبوط حصار ہی کے اندر بھوکا مار کر مغلوب کر چکی تھیں
رہٹوں نے یہ سوچ کر کہ مرنا تو ہے مقابلہ کر کے جان دینا بہادروں کی سی موت تو کہلائے گا۔ مرہٹہ
قوت کے ساتھ جنگ میں جھک پڑے دادِ شجاعت دی اور بعض جگہ افغانوں اور روہیلوں
پسپائی کا منہ دیکھا مگر یہ ضرور کہا جائے گا شاہ ابدالی ایک ہوشیار و آزمودہ کار جرنیل تھا
محافظ دستہ ریزرو لگائے رکھا تھا اور شجاع گھٹے ہوئے تھے بہاؤ کی فوج شجاع کے آگے
ظ مقابلہ کر رہی تھی تو شاہ ابدالی نے شجاع الدولہ کی فوج کے پیچھے سے تازہ دم دستہ بھیج
جس نے مرہٹوں کی فوج پر ایسا حملہ بولا آگے اور پیچھے کی مار سے صفوف مرہٹہ بالکل الٹ
ں اور جان بچانے پر مجبور ہوئیں اور آخرش ان کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔

الزام | نجیب الدولہ کی کارگزاری کو ملیامیٹ کرنے کے لئے بعض مورخ اور اہل قلم ایک
صدقہ روایت کا ڈھنڈورا بہت پیٹتے ہیں کہ جنکوجی سندھیا کو برخوردار خاں نے خیمہ میں
لیا تھا اور اس سے سات لاکھ روپیہ لے کر اس کی جان بخشی کرنا چاہی شجاع الدولہ کو
کا علم ہوا ان کے ذریعہ سے نجیب الدولہ واقف ہوئے شاہ ابدالی کو خبر کی گئی برخوردار خاں
ب ہوا اس نے انکار کیا بادشاہ نے نقیبوں کو حکم دیا کہ جاکر برخوردار خاں کے ڈیرے کی تلاشی
برخوردار خاں نے اپنے آدمیوں کو اطلاع دے دی. شاہی نقیبوں کے پہنچنے سے پہلے
جی اور بالو پنڈت کو ٹھکانے لگا دیا گیا اور اندر ہی اندر دفن کر دیا گیا اس طرح ان بدنصیبوں
جان گئی۔[1]

(باقی آئندہ)

ی پت کا خونیں میدان

ادبیات

محراب و منبر

مشاعرۂ ڈھاکہ کی ایک یادگار غزل

(جناب روشن صدیقی)

ہم مے کشوں کے قدموں پہ اکثر
جھک جھک گئے ہیں محراب و منبر

شرمائے گا اب تا حشر طوفاں
ٹوٹی ہوئی ایک کشتی ڈبو کر

اے چشم ساقی اتنا تغافل
رہ رہ گئے ہم ساغر اٹھا کر

اس کارواں میں لطفِ سفر کیا
جس کارواں میں رہزن نہ رہبر

اب شمع لو دے اٹھی ہے
اے صرصرِ غم دامن بچا کر

اب مے کدے کا عالم نہ پوچھو
اک شیشۂ دل اور لاکھ پتھر

ہاں زندگی! اک پیغامِ لغزش
جینا پڑے گا کب تک سنبھل کر

کیا اب بھی کوئی فردا ہے باقی؟
کس سوچ میں ہو اے اہلِ محشر

دیکھیں روشن! اب اربابِ دانش
کس کی نظر ہے اہلِ جنوں پر

غزل

(جناب آلم مظفر نگری)

خودی ناآشنا میرا مذاقِ بےخودی کیوں ہو
سحر جس کی نہ ہو وہ میری شامِ زندگی کیوں ہو

جہاں کا ذرّہ ذرّہ جب اسیرِ دامِ وحشت ہے
ترا دیوانہ پھر پابندِ رسمِ آگہی کیوں ہو

نئے عالم بفیضِ انقلاب اے کاش پیدا ہوں
یہی دُنیا نئے پہلو بدل کر پھر نئی کیوں ہو

نہ خطرہ ہو خزاں کا گر بہارِ باغِ ہستی کو
شگفتِ گل سے ہر لمحہ عیاں آشفتگی کیوں ہو

تلاش و جستجو کی لذتیں برباد ہوتی ہیں
رہِ الفت میں گمراہوں کی ان کے رہبری کیوں ہو

نہیں جب بارگاہِ عشق کا ہر راز پوشیدہ
تو بزمِ حُسن کی ہر داستاں ناگفتنی کیوں ہو

حقیقت سو کے جاگ اُٹھنے کی جب سب پر ہویدا ہے
جسے کہتے ہیں مرنا پھر وہ مرگِ زندگی کیوں ہو

نہیں اے ناخدا منظور طوفاں کو جو بربادی
تو ہر لمحہ مری کشتی سے ناحق دل لگی کیوں ہو

جو انساں ہیں تڑپ جاتے ہیں غیروں کی مصیبت پہ
جو ہو ناآشنائے درد و غم وہ آدمی کیوں ہو

نت ہیں آلم دنیا ہے سوزِ غم سے بیگانہ
یہاں رسوا ہمارا اضطرابِ عاشقی کیوں ہو

تبصرے

(۱) ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ صفحات ۱۶۸ قیمت غیر مجلد عہ
(۲) اسلام کیا ہے؟ صفحات ۲۴۴ قیمت مجلد عکر
(۳) نماز کی حقیقت صفحات ۹۵ قیمت عہ
(۴) کلمۂ طیبہ کی حقیقت صفحات ۴۵ قیمت ۸ر

از مولانا محمد منظور نعمانی
کتابت و طباعت بہتر
ملنے کا پتہ: کتب خانہ الفرقان گوئن روڈ لکھنؤ
مکتبہ برہان اردو بازار دہلی

(۱) حضرت مولانا محمد الیاسؒ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی آج کسی مسلمان کے لئے تعارف کا محتاج نہیں ہے مولانا نے انتہائی سوز و گداز اسلامی اور شب و روز کی انتھک جد و جہد سے تبلیغ اسلام کا جو ادارہ دہلی کی ایک معمولی سی بستی میں قایم کیا تھا آج اس کی بارآوری کا یہ عالم ہے کہ اس کی شاخیں ہند و پاکستان کی حدوں سے گذر کر مصر حجاز اور عراق و شام تک میں پھیلی ہوئی ہیں اور اس کی وسعتیں روز بروز بڑھتی ہی جارہی ہیں سیکڑوں ہزاروں نام کے مسلمان ہیں جو اس ادارہ کی مساعی کی بدولت کام کے مسلمان بن چلے اور فسق و فجور کی زندگی سے تائب ہو کر نیک زندگی بسر کر رہے ہیں پھر صرف اسی پر بس نہیں بلکہ جو شخص اس حلقہ میں داخل ہو جاتا ہے اس کو اپنے ساتھ دوسرے جاہل و بے خبر مسلمانوں کی اصلاح احوال کی بھی ایسی فکر دامنگیر ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے لئے شب و روز بے چین رہتا ہے بے شبہ یہ سب کچھ حضرت مولانا مرحوم کے غیر معمولی اخلاص حد درجہ تپش و سوزش دینی اور مسلسل جد و جہد کا نتیجہ ہے۔ مولانا بہت بڑے عالم۔ صاحب باطن اور صاحب حال و قال بزرگ تھے آپ کے جو ارشادات ہوتے تھے وہ خود ایک درس و موعظت مستقل کا حکم رکھتے تھے۔ مولانا محمد منظور نعمانی چند ماہ کی معیت میں مولانا کے جو ملفوظات قلمبند کرتے رہے ہیں یہ کتاب انھیں کا ایک مجموعہ ہے جس میں بصیرت و نور ایمانی بھی ہے اور حکمت و موعظت بھی درس و تلقین عمل بھی ہے اور تبشیر و انذار بھی ہر مسلمان کو جسے اپنی آخرت سدھارنے کی فکر ہے اس کا بار بار مطالعہ کرنا چاہیے

(۲) کتنے مسلمان ہیں جو دن رات اسلام کا نام لیتے ہیں، لیکن اسلام ہے کیا؟ اس